تفسیر ابی السعود کی خصوصیات، منہج اور اسلوب کا تحقیقی جائزہ

A Research Review of The Characteristics, Methodology, and Style of Abul-Saud's Commentary

Dr Muhammad Israr Khan
Lecturer Department of Islamic Studies, University of Buner, KPK
Email: israrhasher295@mail.com
Jalal Ahmad
MPhil Scholar, Shifa Tameer-e-Millat University, Islamabad
Email: writerlyahmad@gmail.com
Muhammad Abbas
MPhil Scholar, Shifa Tameer-e-Millat University, Islamabad
Email: muhammadabbassalmad66@gmail.com

Abstract
Tafsir Abi al-Suud, authored by the eminent Ottoman scholar Qaḍi Abu al-Suud (d. 982 AH), is regarded as one of the most refined classical Qur'anic commentaries. This study presents a research-based review of the distinctive characteristics, methodology, and exegetical style of the tafsir. The commentary reflects a balanced synthesis of tafir bi al-ma thur and tafsir bi al-dirayah, incorporating Quranic cross-references, Prophetic traditions, and the explanations of the Companions and Successors, alongside linguistic, rhetorical, and juristic analysis. Abu al-Suud demonstrates exceptional command over Arabic sciences, particularly rhetoric, syntax, and semantics, while maintaining adherence to Sunni doctrine and the Ḥanafi school of jurisprudence. The study highlights his cautious treatment of Israiliyyat, systematic preference among variant opinions, and emphasis on Quranic coherence and eloquence. Furthermore, the paper examines his approach to legal rulings, causes of revelation, abrogation, and poetic evidence. The research concludes that Tafsir Abi al-Suud occupies a distinguished position in Quranic exegesis due to its intellectual depth, stylistic elegance, and methodological balance.
Keywords: Tafsir Abi al-Suud, Quranic exegesis, characteristics, methodology, Arabic rhetoric, Ḥanafi jurisprudence, Quranic eloquence, classical tafsir

مصنّف کے حالاتِ زندگی

نام اور نسب: محمد بن محمد بن مصطفیٰ العمادی، کنیت ابو السعود الحنفی تھے۔ پیدائش 896ھ کو گاؤں اسکلیب میں ہوئی۔ علوم وفنون میں درجۂ کمال کو پہنچے تھے۔ ترکی، عربی اور فارسی تینوں زبانوں پر کامل دسترس رکھتے۔ 943ھ کو استنبول کے قاضی بن گئے اور 944ھ میں فوج کے قضاء ان کے سپرد ہوئی۔ 951ھ میں مفتی بنادیئے گئے۔[1]

آپ سائل کے سوال کے مطابق فتویٰ لکھتے، اگر سوال نظم میں ہوتا تو اسی وزن و قافیہ میں اس کا منظوم جواب دیتے اگر سوال نثر میں ہوتا تو جواب بھی ویسا ہی نثر میں لکھتے اسی طرح اگر سائل سوال ترکی یا عربی میں پوچھتے تو آپ اسی زبان میں جواب دیتے اس سے آپ کے علم وفضل کا اندازہ ہوتا ہے۔

جمادی الاولیٰ 982ھ کو قسطنطینیہ میں فوت ہوئے اور سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ[2] کے پڑوس میں دفن کئے گئے۔[3] تصنیفات میں "تحفۃ الطلاب فی المناظرہ، رسالۃ فی المسح علی الخفین اور حاشیۃ علی الکشاف (معاقد النظر)" وغیرہم شامل ہیں۔[4]

تفسیر کا تعارف

مؤلف تدریس اور قضاء وافتاء کے مشاغل میں منہمک رہا کرتے تھے۔ مقدمہ میں رقمطراز ہے: یہ تفسیر میں نے ایک ہی دفعہ لگاتار تحریر نہیں کی تھی، بلکہ ایک دفعہ اس کا آغاز کیا اور سورۂ ص تک پہنچ کر موانع سے رکنا پڑا۔ چنانچہ شعبان 973ھ میں تحریر کردہ مسودہ کو صاف کرکے سلطان سلیمان خان کی خدمت میں پیش کیا جس کو انہوں نے بہت پسند کیا اور ان کے وظیفہ میں پانچ سو درہم یومیہ کا اضافہ کر دیا۔ آپ کی تفسیر جس نے عوام وخواص میں بڑی شہرت پائی آپ نے اس کا نام "ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم" رکھا تھا، لیکن وہ "تفسیر ابی السعود" کے نام سے مشہور ہوئی۔ تحقیق وتدقیق کے لحاظ سے اس کا شمار قرآن حکیم کی اجل، احسن اور بہترین تفاسیر میں کیا جاتا ہے۔[5]

اہم خصوصیات

1: یہ ایک آسان، مفید اور متوسط تفسیر ہے، زیادہ طویل ہے نہ حد سے زیادہ مختصر۔ بے شمار نکات اور فوائد پر مشتمل ہیں۔

2: یہ تفسیر حسنِ تعبیر میں مشہور ہے، چنانچہ آپ کو "خطیب المفسرین" کہا جاتا ہے۔

3: اس میں مفسرین سلف صالحین سے استفادہ کیا گیا ہے۔ خصوصاً آپ زمخشری رحمہ اللہ کی تفسیر کشاف اور تفسیر بیضاوی پر زیادہ اعتماد کرتے ہیں البتہ عقائد و نظریات میں زمخشری کے خلاف اہل سنت کے مسلک پر گامزن رہتے ہیں۔

4: آپ اپنی تفسیر میں مقدور بھر قرآنِ حکیم کے نظم واسلوب کے اعجاز اور بلاغی پہلو کو اجاگر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

5: مؤلف رحمہ اللہ ربطِ آیات کو بھی واضح کرتے ہیں۔

6: عام طور پر اسرائیلی واقعات "روی أو قیل" کہہ ذکر کرتے ہیں، جس کے ضعف کی جانب اشارہ کرتے ہیں۔

7: جب کوئی آیت مختلف وجوہِ اعراب کی محتمل ہوتی ہے تو وہ ان میں سے ایک کو ترجیح دے کر اس کی دلیل ذکر کرتے ہیں۔

8: فقہی احکام و فروع اور براہین و دلائل سے بہت کم تعرض کرتے ہیں۔

9: آپ نے اس تفسیر میں سابقہ تفاسیر کے خلاصہ کو بڑی عمدگی اور اختصار و ایجاز کے ساتھ پیش کیا ہے۔

تفسیر کے اہم مصادر

آپ نے اپنی تفسیر میں سب سے زیادہ الکشاف للزمخشری اورانوارالتنزیل واسرار التأویل (تفسیر بیضاوی) سے استفادہ کیا ہے۔ ان کے علاوہ آپ نے دوسرے تفاسیر سے بھی استفادہ کیا ہیں ان میں سے چند کے نام یہ ہیں:

جامع البیان فی تاویل القرآن تفسیر الطبری، الجامع لاحکام القرآن، تفسیر القرطبی، الکشف والبیان عن تفسیر القرآن (تفسیر ثعلبی)، التفسر البسیط تفسیر للواحدی، اسباب نزول القرآن للواحدی، معالم التنزیل فی تفسیر القرآن (تفسیر البغوی)

کتبِ حدیث میں سے آپ جن کتابوں کا حوالہ اکثر دیتے ہیں ان میں صحیح بخاری، سنن الترمذی، مسند احمد بن حنبل اور مسند الدارمی (سنن الدارمی) قابل ذکر ہیں۔

تفسیر بالماثور میں آپ کا منہج

یہ تفسیر بالماثور کا ایک حسین گلدستہ و مجموعہ ہے جس میں آیات کی تفسیر دوسری آیات، احادیث اور صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کے اقوال کی روشنی میں کرتے ہیں۔

تفسیر القرآن بالقرآن

آیت:" صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ "[6]میں"منعم علیھم"سے کون مراد ہے؟اس بارے میں فرماتے ہیں:کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا تذکرہ سورۃ النساء کی اس آیت میں ہوا ہے:"فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ الخ "[7]فرماتے ہیں:

"ولعل الأظهرَ أنهم المذكورون في قوله عز قائلاً:{فَأُولَئِكَ مَعَ الذين أَنْعَمَ الله عَلَيْهِم مّنَ النبيين والصديقين والشهداء والصالحين} "[8]

تفسیر القرآن باحادیث الرسول ﷺ

تفسیر بالماثور میں آپ رحمہ اللہ کا عام طور پر منہج یہ ہوتا ہے کہ آیت کی تفسیر میں پہلے رسول اللہ ﷺ کا قول نقل فرماتے ہیں اور اسکے بعد صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ کے اقوال نقل فرماتے ہیں۔

آیت"وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا "[9]کی تفسیر کے تحت"سَبِيلًا" کی تفسیر زاداور راحلہ سے کرتے ہیں جیسا کہ انس بن مالک اورابن عمر رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے نقل فرمایاہے۔اس کے بعد فرماتے ہیں:اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی منقول ہے۔

"قد روى أنسُ بنُ مالكٍ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال السبيلُ الزادُ والراحلة وروى ابنُ عمرَ رضيَ الله عنهما أنَّ رجلاً قالَ يا رسولَ الله ما السبيلُ قال الزاد والرحلة.[10]وهو المراد بما رُوي أنه عليه السلام فسَّر الاستطاعةَ بالزاد والراحلة وهكذا روي عن ابن عباس وابنُ عُمر رضي الله عنهم وعليه أكثرُ العلماء "[11]

تفسیر القرآن باقوال الصحابۃ والتابعین

آیات کی تفسیر کے تحت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے اقوال نقل فرماتے ہیں جن سے آیت کا صحیح مفہوم واضح ہوجاتا ہے۔

آیت: "سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ"[12]میں" الجَمْعُ "سے کون سی جماعت مراد ہے؟اس بارے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا قول پیش کرتے ہیں جس سے اس کی وضاحت ہوتی ہے کہ اس سے کفارِ مکہ کی جماعت مراد ہے۔

" قال سعيدُ بنُ المسيِّب: سمعتُ عمرَ بنِ الخطاب رضي الله عنهُ يقولُ: لما نزلتْ سَيُهْزَمُ الجمعُ وَيُوَلُّونَ الدبرَ كنتَ لا أدرِي أيَّ جَمعٍ يُهزمُ فلمَّا كانَ يومَ بدرٍ رأيتُ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم يلبَسُ الدرعَ ويقولُ: سَيُهْزَمُ الجمعُ وَيُوَلُّونَ الدبرَ فعرفتُ تأويلَها[13] "[14]

موضوع روایات اور اسرائیلیات میں آپ کا مؤقف

آپ کی تفسیر عام طور پر اسرائیلی روایات و قصص سے خالی ہے اگر آیت کی تفسیر میں کسی نے اسرائیلیات ذکر کیا ہو تو آپ اسے ذکر کر کے اس کی تضعیف فرماتے ہوئے رد کرتے ہیں اور یہ رد اور تنقید کبھی صراحتاً فرماتے ہیں اور کبھی ضمناً واشارۃ۔

آیت:"وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ"[15] کی تفسیر کے تحت ہاروت وماروت اور زہرہ نامی عورت کے بارے میں ایک اسرائیلی روایت ذکر کر کے آخر میں اس پر صراحتاً رد فرماتے ہیں:

" فهما معذبان ببابلَ قيل معلقان بشعورهما وقيل منكوسان يُضربان بسياطِ الحديد إلى قيام الساعة فمما لا تعويلَ عليه لما أن مدارَه روايةُ اليهود مع ما فيه من المخالفة لأدلة العقل والنقلِ"[16]

آیت:"فَلَمَّا آتَاهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا"[17] کی صحیح تفسیر کر کے آخر میں ایک اسرائیلی روایت ذکر کر کے اس پر رد فرماتے ہیں کہ یہ روایت ایسی ہے کہ اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

"وقال:إني من الله تعالى بمنزلة فإن دعوتُه أن يجعله خلقاً مثلَك ويسهّل عليك خروجَه تسمّيه عبد الحرث وكان اسمُه حارثاً في الملائكة فقبلت فلما ولدتْه سمته عبد الحرث فمما لا تعويلَ عليه "[18]

ضمناً تردید کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ان روایات کو آپ کلمۂ تمریض "قیل" سے ذکر فرماتے ہیں اس کی چند مثالیں ملاحظہ ہو۔

آیت:"فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ "[19] کی تفسیر کے تحت"قیل" کہہ کر ایک اسرائیلی اور موضوع روایت کو ذکر کرتے ہیں کہ شیطان لعین جنت میں داخل ہونے اور سیدنا آدم علیہ السلام کو ورغلانے کے لئے سانپ کے منہ میں گھس گیا۔

" وقيل دخل في فم الحية فدخَل معها "[20]

البتہ آپ بعض اسرائیلیات بغیر تردید و تنقید کے ذکر کرتے ہیں اور یہ عام طور پر وہ اسرائیلیات ہوتی ہیں جن میں کسی نبی کی عصمت پر قدغن نہیں ہوتی البتہ ان میں غرابت ضرور ہوتی ہے آپ رحمہ اللہ کی اس منہج کی وضاحت چند مثالوں سے کی جاتی ہے۔

آیت:" وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ "[21] کی تفسیر کے تحت سکینہ کے بارے میں ایک اسرائیلی روایت قیل سے ذکر کرتے ہیں:

" وقيل السكينةُ صورةٌ كانت فيه من زَبَرْجَدٍ أو ياقوتٍ لها رأسٌ وذنبٌ كرأس الهرِّ وذنبِه وجناحان فتئن فيزف التابوتُ نحوَ العدوِّ وهم يمضُون معه فإذا إستقر ثبتوا وسكَنوا ونزل النصرُ. وعَنْ عليَ رضيَ الله عنه كان لها وجهٌ كوجه الإنسان وفيها ريحٌ هفّافة "[22]

آیت:"وَإِذِا سْتَسْقَى مُوسَى لِقَوْمِهِ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ"[23] کی تفسیر کے تحت اس پتھر کے بارے میں بعض ایسی باتیں نقل فرماتے ہیں جو کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں اور نہ آیت کی تفسیر ان باتوں کا محتاج ہے۔

"{فَقُلْنَا اضرب بّعَصَاكَ الحجر}رُوي أنه كان حَجَراً طورياً مكعباً حمله معه وكان ينبُع من كل وجه منه ثلاث أعين يسيل كلُّ عين في جدول إلى سبط وكانوا ستمائة ألفٍ وسعةَ المعسكر إثنيْ عشَرَ ميلاً "[24]

تفسیر بالدرایۃ میں آپ کا منہج واسلوب

فقہی احکام ومسائل میں آپ رحمہ اللہ کا منہج واسلوب

دوسرے مفسرین کی طرح آیات کی تفسیر کے تحت فقہی جزئیات بیان فرماتے ہیں اور حنفی ہونے کی وجہ سے آپ کا میلان مسلک حنفی کی طرف ہوتا ہے اور اسے ترجیح دیتے ہیں۔ عام طور پر آپ ائمہ اربعہ (امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ) کے اقوال وآراء پیش کرتے ہیں۔

جزئیاتِ فقہیہ بیان کرنے میں آپ کا منہج عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ آپ اختلافی مسئلہ میں فقہاءِ کرام رحمہم اللہ کے صرف اقوال وآراء ذکر کرتے ہیں۔ دلائل بیان کرتے اور نہ ان کے درمیان مناقشہ فرماتے ہیں۔

آیت:"إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ"[25] کی تفسیر کے تحت "صفا اور مروہ کے درمیان سعی" کے حکم کے بارے میں ائمہ متبوعین کا اختلاف بیان کرتے ہیں: ہمارے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک حج اور عمرہ کے دوران سعی بین الصفا والمروہ واجب اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک فرض اور رکن ہے۔

" وهذا الطواف واجبٌ عندنا والشافعي وعن مالك رحمهما الله أنه ركنٌ "[26]

آیت: "وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ"[27] کی تفسیر کے تحت لعان کی وجہ سے میاں بیوی میں جو فرقت واقع ہوتی ہے اس میں فقہاء کا اختلاف بیان کرکے فرماتے ہیں: امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہم اللہ کے نزدیک لعان کی وجہ سے چونکہ عورت پر طلاق بائن واقع ہوتی ہے اس لئے اس کے بعد اگر شوہر اپنی تکذیب کرے اوراس پر حد جاری ہوجائے تو پھر ان کا آپس میں نکاح ہوسکتا ہے۔ اور امام ابو یوسف[28]، امام زفر[29]، امام حسن بن زیاد[30] اور امام شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک اس کی وجہ سے بغیر طلاق کے جدائی واقع ہوتی ہے اور بیوی ہمیشہ کے لیے شوہر پر حرام ہوتی ہے۔

" والفُرقةُ الواقعةُ باللِّعانِ في حُكم التَّطليقةِ البائنةِ عندَ أبي حنيفةَ ومحمَّدٍ رحمهُما اللَّهُ ولا يتأبَّدُ حكمُها حتَّى إذا أكذبَ الرَّجلُ نفسَه بعدَ ذلكَ فحُدَّ جازَ له أنْ يتزوَّجها وعند أبي يوسف وزُفر والحسنِ بنِ زياد والشَّافعيِّ رحمهم اللَّهُ هي فُرقةٌ بغيرِ طلاقٍ تُوجبُ تَحريماً مؤبَّداً ليس لهما إجتماعٌ بعد ذلكَ أبدا "[31]

آیت: "وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَّا "[32] کی تفسیر کے تحت تحریر رقبہ (غلام یا باندی کو آزاد کرنا) کے بارے میں احناف اور شوافع کا اختلاف بیان فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک مطلق رقبہ مراد ہے چاہے مؤمنہ ہو یا کافرہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک رقبہ مؤمنہ مراد ہے۔

" {فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ }أى فتدراكه أوفعليهِ أوفالواجبُ إعتاقُ رقبةٍأيِّ رقبةٍكانتْ وعندَ الشافعيّ رحمَهُ الله تَعَالَى يشترطُ الإيمانُ "[33]

البتہ بعض مقامات پر آپ اختلافی مسئلہ میں ائمہ متبوعین کے اقوال وآراء ذکر کرنے کے بعد ان کے دلائل بھی بیان فرماتے ہیں۔ آپ رحمہ اللہ کے اس منہج کے وضاحت کے لیے چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔

آیت: "فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ"[34] کی تفسیر کے تحت اِحصار کے بارے میں ائمہ مجتہدین کا اختلاف ذکر کرکے ان کے دلائل بیان فرماتے ہیں:

"{فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ}أي مُنعتم من الحج يقال حصره العدو وأحصره إذا حبَسه ومنعه من المُضيِّ لوجهه مثلُ صَدَّه وأصدّه. والمرادُ منعُ العدو عند مالك والشافعي رضي الله عنهما لقوله تعالى: فَإِذَا أَمِنتُمْ ولنزوله في الحديبية ولقولِ إبنِ عباسٍ: لا حصْرَ إلاحصرُالعدوّ.[35] وكلُ منعٍ من عدوأومرضٍ أوغيرهماعند أبي حنيفة رضى الله عنه لما رُوي عن النبيّ صلى الله عليه وسلم: من كُسِر أو عَرَج فعليه الحجُّ من قابل[36] "[37]

آپ کسی مسئلہ فقہیہ میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی رائے ذکر کرکے اسے ترجیح دیتے ہیں اور اسے نقلی اور عقلی دلائل سے مدلل فرماتے ہیں۔چند مثالوں سے اس کی وضاحت کی جاتی ہے۔

آیت:"وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ الْأَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهُ "[38] کی تفسیر کے تحت کفارہ قبل الحنث (حانث ہونے سے پہلے کفارہ دینا) کے جواز اور عدم جواز کے بارے میں احناف اور شوافع کا اختلاف ذکر کرکے فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک کفارہ قبل الحنث جائز نہیں جبکہ شوافع کے نزدیک جائز ہے۔احناف کی تائید کے لیے حدیث پیش کرتے ہیں۔

" واستدل بظاهره على جوازالتكفير قبل الحِنْث وعندنا لا يجوز ذلك لقولهﷺ: من حلف على يمين ورأى غيرَها خيراً فليأتِ الذي هو خيرٌ ثم لْيُكفِرْ عن يمينه[39] "[40]

اسی طرح اسی آیت کے تحت کفارہ کے روزے کے بارے میں تتابع کے شرط ہونے اور نہ ہونے میں اختلاف ذکر کرتے ہیں کہ احناف کے نزدیک ان روزوں میں تتابع (تسلسل) شرط ہے اور شوافع کے نزدیک یہ شرط نہیں۔

" والتتابع شرط عندنا لقراءة ثلاثة أيام متتابعات والشافعي رضي الله عنه لا يرى الشواذ حجة "[41]

علوم عربیت بیان کرنے میں آپ کا منہج

لغوی معنی بیان کرنے کا اہتمام

آیت کی تفسیر کے تحت آپ مفردات کی لغوی معنی بیان فرماتے ہیں، لغوی معنی بیان کرتے ہوئے کبھی صرف لغوی معنی بیان فرماتے ہیں اور کبھی لغوی معنی بیان فرما کر اس کا مادہ (حروفِ اصلی) بھی بیان فرماتے ہیں۔

آیت:"وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا"[42] کی تفسیر کے تحت"فَادَّارَأْتُمْ" کا لغوی معنی بیان کرکے اس کی وضاحت فرماتے ہیں:

"{فادارأتم فِيهَا} أي تخاصمتم في شأنها إذ كلُّ واحد من الخصماء يدافع الآخَرَ أو تدافعتم بأن طرَح كلُّ واحد قتلها إلى آخر"[43]

بعض شرعی اصطلاحات کے لغوی معانی کے ساتھ ان کے شرعی معانی بھی بیان فرماتے ہیں۔

آیت:"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ "[44] کی تفسیر کے تحت "صوم" کا لغوی اور اصطلاحی معنی یوں بیان فرماتے ہیں۔

"والصومُ في اللغة الإمساك عماتنزع إليهاالنفسُ ومنه قوله تعالى:إِنّى نَذَرْتُ للرحمن صَوْماً فَلَنْ أُكَلّمَ الآية وقيل هوالإمساك عن الشئ مطلقاً.وفي الشريعة: هو الإمساكُ نهاراً مع النية عن المفطِرات المعهودة التي هي معظمُ ما تشتهيه الأنفس "[45]

علوم بلاغت بیان کرنے کا اہتمام

آپ نے اپنی تفسیر میں قرآن کے بلاغی جانب کی طرف بھی خصوصی توجہ دی ہیں، چنانچہ آپ بلاغتِ قرآنیہ کی وضاحت فرماتے ہیں اور قرآن کے نظم واسلوب میں اعجاز کے اسرار ورموز بیان فرماتے ہیں، خصوصاً الفصل والوصل، الایجاز والاطناب، التقدیم والتاخیر، الاعترض اور التذییل جیسے اصطلاحات کی آیات کی ضمن میں وضاحت فرماتے ہیں۔

الفصل والوصل

آپ نے اپنی تفسیر میں قرآنی آیات کے ضمن میں وصل اور فصل کی وضاحت بیان فرماتے ہیں، جہاں پر وصل ہو، وہاں پر آپ یہ وضاحت فرماتے ہیں کہ ان میں وصل کیوں کیا گیا ہے، اسی طرح اگر فصل ہو تو اس کی بھی وضاحت فرماتے ہیں۔ سورۃ اخلاص کے جملوں کے بارے میں فرماتے ہیں: کہ ان کے مابین وصل واضح ہے لہذا اسے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

" ووجهُ الوصلِ بينَ هذهِ الجملِ غنيٌّ عن البيانِ "[46]

آیات:"وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا (63) وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا (64)"[47] کے مابین وصل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا" اس جملے میں عبادالرحمن کے اپنے آپ سے معاملے کی حالت کا بیان ہے اور "وَإِذَاخَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُواسَلَامًا " اس میں دوسروں کے ساتھ معاملے کی حالت کا بیان ہے۔" وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا "اور اس جملے میں ان کے اپنے رب کے ساتھ معاملے کی حالت بیان کیا گیا ہے۔"[48]

التقدیم والتاخیر

قرآن مجید جہاں کہیں" تقديم ماحقه التاخير "کا قاعدہ جاری ہوا ہو تو آپ رحمہ اللہ اس کی وضاحت کر کے اس کی وجہ اور سبب بیان فرماتے ہیں۔

آیت:"وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ"[49] میں تقدیم وتاخیر کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:"مِنَ السَّمَاءِ" جار مجرور کو صریح مفعول"مَاءً" پر مقدم کیا گیا ہے جس میں اشارہ ہے کہ آسمان پانی کے لئے اصل ہے یا اسے تشویقاً مقدم کیا گیا ہے اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ اس میں وہ ربط بر قرار رہتا ہے جو"مَاءً" اور" فَأَخْرَجَ بِهِ "میں ہے۔

"وأما تقديمُ الظرفِ على الوجه الأول مع أنَّ حقَّهُ التأخيرُعن المفعول الصريح فإما لأن السماءَأصلُه ومبدؤه وإما لما مر من التشويق إليه مع مافيه من مزيد انتظامٍ بينه وبينَ قولِهِ تعالى:{فَأَخْرَجَ بِهِ}أي بسبب الماء{مِنَ الثمرات رِزْقاًلَّكُمْ}"[50]

الإيجاز[51] والإطناب[52]

آیات کی تفسیر کے ضمن میں دوسرے اصطلاحات کی طرح "إيجازوإطناب"کی بھی وضاحت فرماتے ہیں۔چند مقامات کی نشاندہی کی جاتی ہیں جہاں پر آپ نے"إيجازوإطناب"کی وضاحت فرمائی ہے۔

آیت:"فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ"[53]کی وضاحت کرتے ہوئے"فَاتَّقُواالنَّارَ"کے بارے میں فرماتے ہیں:کہ اس میں إیجاز ہے۔

"وفيه من الإيجاز البديع مالا يخفى حيث كان الأصلُ فإن لم تفعلوا فقد صح صِدْقُه عندكم وإذا صح ذلك كان لزومُكم العنادَ وتركُكم الإيمانَ به سببا لإستحقاكم العقاب بالنار فاحترزوا منه واتقوا النار "[54]

الإعتراض[55]

اطناب کے اقسام میں سے ایک قسم اعتراض ہے، قرآن آیات میں کئی مقامات پر یہ استعمال ہوا ہے، لہذا آیات کی تفسیر کی ضمن میں اس کی وضاحت فرماتے ہیں کہ اس جملہ میں اعتراض کیوں کر ہے۔

آیت: " فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا"[56]کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:"فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ" کا عطف ما قبل آیت میں" فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا "پر ہے اور ان کے درمیان" وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ"جملہ معترضہ ہے۔

"{ فَقُلْنَا اضربوه } عطف على فاداراتم وما بينهما اعتراضٌ "[57]

التذييل[58]

آیت: "وَلَنْ يَتَمَنَّوْهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ "[59]کی تفسیر کے تحت فرماتے ہیں:{واللهُ عَلِيمٌ بالظالمين} یہ جملہ تذییل ہے اور یہ ما قبل کی تاکید کے لئے ہے۔

"{والله عَلِيمٌ بالظالمين } أيْ بهم وإيثارُ الإظهارِ على الإضمار لذمِّهم والتسجيلِ عليهم بأنَّهم ظالمون في جميعَ الأمورِ التي من جملتها ادعاء ما ليس لهم ونفيه من غيرهم والجملةُ تذييلٌ لما قبلَها مقررةٌ لمضمونِهِ أيْ عليمٌ بهم وبِمَا صدَرَ عَنْهُم من فنونِ الظلمِ والمعَاصِي المفضيةِ إلى أفانينِ العذابِ "[60]

اشعارِ عرب سے استشہاد میں آپ کا منہج

تفسیر میں اشعار بطور استشہاد لاتے ہیں۔ آپ رحمہ اللہ اشعار کو مختلف چیزوں کے استدلال کے لئے پیش کرتے ہیں۔ مثلاً لغوی معنی، علوم بلاغت اور نحو وغیرہ۔

لغوی معنی کی وضاحت کے لیے اشعار سے استدلال

آیت: "وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا"[61] کی تفسیر کرتے ہوئے "آیت" کا لغوی معنی بیان کرتے ہیں: اصل میں آیت علامتِ ظاہرہ کو کہا جاتا ہے اور اس کے استدلال کے لیے نابغہ[62] کا شعر پیش فرماتے ہیں:

" والآية في الأصل العلامة الظاهرة قال النابغة: توهمْتُ آياتٍ لها فعرَفتُها ... لستة أعوامٍ وذا العامُ سابع[63] "[64]

ترجمہ: اور آیت اصل یعنی لغت میں علامتِ ظاہرہ کو کہا جاتا ہے چنانچہ نابغہ کا شعر ہے:

میں نے ان کو ظاہری علامات سے پہچانا جبکہ میں اسے چھ سال سے جانتا ہوں اور یہ ساتواں سال ہے۔

علوم بلاغت کے لیے اشعار سے استدلال

آیت: "وَدَّ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ "[65] کی تفسیر کے تحت فرماتے ہیں: اس کلام میں تضمین ہے وہ اس طرح کہ "يَرُدُّونَكُمْ" معنی تصییر کو متضمن ہے اور کفاراً " يَرُدُّونكم " کا مفعول ثانی ہے۔ اس کے استشہاد کے لیے شعر پیش کرتے ہیں:

"وقوله تعالى:{ كُفَّاراً } مفعول ثانٍ له على تضمين الرد معنى التصيير أي يصيّرونكم كفاراً كما في قوله:

رَمَى الحِدْثانُ نِسْوةَ آلِ سَعْد ... بمقْدَارٍ سَمَدْنَ لَهُ سُمُوداً فردَّ شعورَهُنَّ السودَ بيضا ... ورد وجوهَهن البيضَ سوداً[66] "[67]

ترجمہ:{ كُفَّاراً}"يَرُدُّونَكُمْ " کا مفعول ثانی ہے۔ اور الرد معنی تصییر کو متضمن ہے، جیسا کہ شاعر کا قول ہے: ان واقعات اور حالات نے آلِ سعد کے عورتوں کو دھکیل دیا سمود کے مقدار کے برابر، ان کے کالے بالوں کو سفید بنا کر رکھ دیا اور سفید چہروں کالے رنگ میں تبدیل کر دیا۔

نحو کے استدلال کے لیے اشعار

آیت:"يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللَّهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ "[68]کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "فَيَغْفِرُ"اور"يُعَذِّبُ" ایک قراءت میں جوابِ شرط پر عطف ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے اور ایک قراءت میں بغیر فاء کے مجزوم آیا ہے اور یہ جوابِ شرط سے بدل البعض یا بدل الاشتمال واقع ہے۔ اس کے استشہاد کے لیے ایک شعر ذکر کیا ہے۔

"وقرئ بجزم الفعلين عطفاًعلى جواب الشرط وقرئ بالجزم من غيرفاءعلى أنهمابدلٌ من الجواب بدلَ البعضِ أو الإشتمالِ ونظيره الجزمُ على البدلية من الشرط في قوله: متى تأتِنا تُلمِمْ بنا في ديارِنا ... تجدْ حَطَباً جَزْلاً وناراً تأججا[69] "[70]

ترجمہ: دونوں فعلوں کے جزم کے ساتھ اس کی قراءت کی گئی ہے شرط کے جواب پر عطف کے لئے اور اس کی قراءت بغیر فاء کے جزم کے ساتھ بھی کی گئی ہے بایں طور کہ اس کا عطف بدل بعض یا بدل اشتمال کے جواب کے طور پر ہو۔ اس کی نظیر شرط سے بدل کے طور پر اس کا مجزوم ہونا ہے شاعر کے اس شعر میں: تم جانتے ہو کہ جب تو ہمارے گھر میں آو تو لکڑی اور بڑکتا ہوا آگ پاوگے۔

علوم القرآن میں آپ کا منہج واسلوب

اسبابِ نزول بیان کرنے میں آپ رحمہ اللہ کا منہج

قاضی ابوسعود رحمہ اللہ دوسرے مفسرین کی طرح آیات کے سببِ نزول بیان کرنے کا اہتمام فرماتے ہیں۔ اس میں آپ کا منہج یہ ہوتا ہے کہ سببِ نزول بیان کرتے ہوئے اسے راوی کی طرف منسوب فرماتے ہیں۔ مثلاً

آیت:"وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ "[71]کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ابن عباس رضی اللہ عنہما، قتادہ، اور سدی رحمہم اللہ کے نزدیک یہ آیت بنو قریظہ اور بنو نضیر کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

" وقالَ إبنُ عبَّاسٍ و قَتَادةُ والسدي: نزلت في بني قُرَيظةَ والنضير كانوا يستفتحون على الأوس والخزرج برسولِ الله صلَّى الله عليه وسلم قبل مبعثِه[72] "[73]

بعض اوقات قائل (راوی) کی طرف نسبت کئے بغیر سبب نزول بیان کرتے ہیں۔ مثلاً یوں فرماتے ہیں: "نزلت فی کذا" چند مثالوں سے اس منہج کی وضاحت کی جاتی ہے۔

آیت:"وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ"[74] کے بارے میں فرماتے ہیں: یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی جب انہیں قرآن کی طرف دعوت دی گئی تو انہوں نے جواب میں یہ کہا: کہ ہم اپنے آباء واجداد کی دین کی اتباع کرتے ہیں۔

"نزلت في المشركين أُمروا بإتباع القرآنِ وسائرِ ما أنزل الله تعالى من الحجج الظاهرةِ و البينات الباهرةِ فجنحوا للتقليد "[75]

سببِ نزول بیان کرنے میں آپ کا منہج کبھی یہ ہوتا ہے کہ اگر کسی آیت کے سببِ نزول کے بارے میں مفسرین کرام کے اقوال مختلف ہو تو آپ انہیں نقل کرتے ہیں اور آپ کی رائے میں جو قول زیادہ صحیح اور راجح ہوتی ہے آپ اسے ترجیح دیتے ہیں۔

یہ ترجیح کبھی صراحتاً ہوتی ہے، مثلاً اس قول کو اقرب یا اشہر وغیرہ کہہ کر اسے صراحتاً ترجیح دیتے ہیں۔ اور کبھی ضمناً ہوتی ہے، جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جو قول آپ کے نزدیک راجح ہو اسے پہلے ذکر کرکے دوسرے قول کو" قيل "سے ذکر کرتے ہیں۔

صراحتاً ترجیح کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

آیت:"إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدَى"[76] کے سبب نزول کے بارے میں مختلف اقوال ذکر کرکے پہلے قول کے بارے میں فرماتے ہیں:"أقرب إلى الصواب"ہے:

"{إِنَّ الذين يَكْتُمُونَ} قيل نزلت في أحبار اليهود الذين كتموا ما في التوراة من نُعوت النبيِّ صلَّى الله عليهِ وسلم وغيرُ ذلك من الأحكام[77]وعن إبن عبَّاسٍ ومُجاهدٍ وقَتادةَ والحسنِ والسُّدي والربيع والأصمِّ: أنها نزلت في أهْلَ الكتاب من اليَهودِ والنصارى وقيل نزلت في كل من كتم شيئاً من أحكام الدين لعموم الحكمِ للكل والأقربُ هو الأول فإن عمومَ الحُكم لا يأبى خصوصَ السبب"[78]

ضمناً ترجیح کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں جس سے قاضی ابی سعود رحمہ اللہ کا یہ منہج واضح ہو جاتا ہے۔

آیت:"وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ"[79] کی تفسیر کرتے ہوئے اس کے سببِ نزول کے بارے فرماتے ہیں:

ابن عمر رضی اللہ عنہا کے نزدیک یہ آیت مسافروں کے بارے میں نازل ہوئی تھی کہ جب وہ نفل نماز سواری پر پڑھے تو جس طرف بھی منہ کرلیں تو صحیح ہوگی۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت اس قوم کے بارے میں

نازل ہوئی جن پر قبلہ مشتبہ ہوا ہو اور وہ تحرّی کر کے مختلف جہات کی طرف نماز پڑھے پھر جب صبح کو انہیں معلوم ہو جائے کہ انہوں نے قبلہ کی طرف نماز نہیں پڑھی تھی۔

اس دوسرے قول کو" قیل" سے ذکر کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلا قول آپ کے نزدیک راجح ہے۔

"عن إبن عمرَ رضي الله عنهما نزلت في صلاة المسافرين على الراحلة أينما توجّهوا.[80] وقيل في قوم عميت عليهم القِبلةُ فصلُّوا إلى أنحاءَ مختلفةٍ فلما أصبحوا تبينوا خطأهم[81]"[82]

ناسخ و منسوخ آیات میں آپ کا منہج

آپ اپنی تفسیر میں نسخ پر خوب بحث فرماتے ہیں۔ اس بارے میں آپ کا منہج اور اسلوب عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی آیت منسوخ ہے تو آپ اس کے ساتھ ناسخ آیت یا حدیث بھی ذکر فرماتے ہیں۔

آیت: " يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ "[83] کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ مابعد والی آیت سے منسوخ ہے۔

" لكنهُ نُسِخَ بقوله تعالى: أأشفقتم وهُوَ وإنْ كَان متصلاً بِهِ تلاوةً لكنَّه متراخٍ عَنْهُ نزولاً "[84]

بعض آیات کے نسخ اور عدم نسخ میں اختلاف ذکر کر کے کسی ایک قول کو ترجیح دیتے ہیں۔ مثلاً آیت:" يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ"[85] کی تفسیر کے تحت اشہر حرام میں قتال کے نسخ اور عدم نسخ میں اختلاف ذکر کر کے فرماتے ہیں: عطاء رحمہ اللہ کے نزدیک یہ حکم منسوخ نہیں اور جمہور علماء کے نزدیک یہ آیت اللہ تعالیٰ کے قول:"فَإِذَا انْسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ" سے منسوخ ہے آپ رحمہ اللہ نسخ والے قول کو اکثر کی طرف منسوب کر کے اسے ترجیح دیتے ہیں۔

"عن عطاءٍ أنه سُئل عن القتال في الشهر الحرام فحلف بالله ما يحِلّ للناس أن يغزوا في الحَرَم ولا في الشهر الحرام إلا أن يقاتلوا فيه وما نُسخت.[86] وأكثرُ الأقاويل أنها منسوخةٌ بقوله تعالى فاقتلوا المشركين حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ "[87]

کسی آیت کے منسوخ ہونے کی صورت میں آپ اس کے ناسخ کے بارے میں متعدد اقوال نقل کرتے ہیں اور جو قول آپ کے نزدیک راجح ہو اسے ترجیح دیتے ہیں۔

آیت:" الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ "[88] کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یہ حکم محصن اور غیر محصن دونوں کو شامل ہے البتہ محصن کے حق میں یہ حکم منسوخ ہے اس کے بعد آپ نے ناسخ کے بارے میں دو قول پیش کئے ہیں۔

1: سنتِ رسول اللہ ﷺ جس میں ہے کہ آپ ﷺ نے ماعز رضی اللہ عنہ کو رجم کرنے کا حکم دیا تھا۔

2: وہ آیت جو منسوخ التلاوت ہے: " الشيخ والشيخة إذا زنيا فارجموهما البتة نكالاً من الله والله عزيز حكيم "آپ نے اس دوسرے قول کو "قيل" سے ذکر کیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کے نزدیک پہلا قول راجح ہے۔

" وقد نُسخَ في حقِّ المحصنِ قَطْعاً ويكفينا في تعيينِ الناسخ القطع بأنه صلى الله عليه وسلم قد رجم ماعزا[89]أوغيره فيكونُ من بابِ نسخِ الكتابِ بالسُّنَّةِ المشهُورةِ وفي الإيضاحِ الرَّجمُ حكمٌ ثبتَ بالسنَّةِ المشهورةِ المتفقِ عليها فجازتِ الزيادةُ بها على الكتابِ. و رُوي عن عليَ رضي الله عنه جلدتُها بكتابِ اللَّهِ ورجمتُها بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم[90]وقيلَ نُسخ بآيةٍ منسوخةِ التلاوة وهي الشيخ و الشيخة إذا زينا فارجمُوهما البتة نكالاً من اللَّهِ واللَّهُ عزيزٌ حكيمٌ[91] ويأباهُ ما رُوي عن علي رضي الله عنه "[92]

بعض مقامات آیت کے منسوخ ہونے کو ایسے الفاظ سے تعبیر فرماتے ہیں جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ نسخ کا قول آپ کے نزدیک ضعیف ہے۔

آیت:"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ "[93]کی تفسیر کے تحت اس آیت کے منسوخ ہونے کے قول کو "قيل" سے ذکر کیا ہے اور پھر اسے رد کرتے ہوئے دلیل کے طور پر رسول اللہ ﷺ کا قول پیش کیا ہیں:

"وما قيل كان ذلك أولَ الأمرِ ثم نُسخ يردُّه قوله عليه الصلاة والسلام: المائدة من آخر القرآن نزولا فأحلوا حلالها وحرموا حرامها [94] "[95]

....

حواشی

[1] شذرات الذهب فی اخبار من ذہب:10/584

[2] ابوایوب الانصاری، خالد بن زید بن کلیب بن ثعلب۔ نبی کریم ﷺ نے آپ کے اور مصعب بن عمیر کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تھا۔ خوارج کے خلاف سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے تھے۔52ھ میں وفات ہوئی۔(الطبقات الکبری لابن سعد:3/484/ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب للقرطبی:4/1606/ تاریخ بغداد وذیولہ:1/164)

[3] الکواکب السائرۃ باعیان المئۃ العاشرۃ:3/32/ الاعلام للزرکلی:7/59

[4] معجم المؤلفین:11/301

[5] کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، مصطفی بن عبد اللہ کاتب جلبی القسطنطینی المشہور باسم حاجی خلیفۃ اوالحاج خلیفۃ (م:1067ھ)، مکتبۃ المثنی، بغداد، تاریخ النشر:1941م،1/1/ معجم المفسرین:2/625

[6] الفاتحہ:7

[7] النساء:69

[8] تفسیر ابی السعود:1/18

[9] آلِ عمران:97

[10] سنن الترمذی:5/225/ابن ماجہ:2/967

[11] تفسیر ابی السعود:2/62

[12] القمر:45

[13] مسند الفاروق امیر المؤمنین ابی حفص عمر بن الخطاب واقوالہ علی ابواب العلم، ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (م:774ھ)، المحقق: امام بن علی بن امام، دارالفلاح، الفیوم، مصر، الطبعۃ الاولی: 1430ھ - 2009م،1/62

[14] تفسیر ابی السعود:8/174

[15] البقرہ:102

[16] تفسیر ابی السعود:1/138

[17] الاعراف:190

[18] تفسیر ابی السعود:3/305

[19] البقرہ:36

[20] تفسیر ابی السعود:1/91

[21] البقرہ:248

[22] تفسیر ابی السعود:1/241

[23] البقرہ:60

[24] تفسیر ابی السعود:1/105

[25] البقرہ:158

[26] تفسیر ابی السعود:1/181

[27] النور:9

[28] یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن خنیس بن سعد انصاري۔ آپ کے جد امجد سعد صحابی ہیں۔ 113ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔ مولفات یہ ہیں: کتاب الآثار، اختلاف ابی حنیفہ وابن ابی لیلی، کتاب الخراج، الرد علی سیر الاوزاعی۔ ربیع الاول 182ھ وفات پائی۔ (الطبقات الکبری لابن سعد:7/238

[29] نام زفر بن ھذیل بن قیس ہے، 110ھ میں پیدا ہوئے، والد عربی اور والدہ فارسی النسل تھی، امام ابو حنیفہ کے حلقۂ تلمذ میں داخل ہوئے۔ آخر عمر میں بصرہ میں منتقل ہوگئے تھے، وہیں 158ھ میں وفات پائی۔ (الثقات لابن حبان: 6/339/ وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان لابن خلکان:2/317)

[30] آپ علامہ الحسن بن زیاد ابو علی الانصاری ہے۔ عراق کے فقیہ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔ 204ھ کو فوت ہوئے۔ (تاریخ بغداد وذیولہ:7/325/ سیر اعلام النبلاء:8/211)

[31] تفسیر ابی السعود:6/159

[32] المجادلۃ:3

[33] تفسیر ابی السعود:8/216

[34] البقرہ:196

[35] المسند الشافعی، ابو عبد اللہ محمد بن ادریس بن العباس بن عثمان بن شافع بن عبد المطلب بن عبد مناف المطلبی القرشی المکی (م:204ھ)، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، عام النشر:1400ھ، 1/367

[36] سنن ابي داود:2/173

[37] تفسیر ابی السعود:1/206

[38] المائدہ:89

[39] صحیح مسلم:3/1272/ سنن الترمذی:4/106

[40] تفسیر ابی السعود:3/74

[41] أيضاً:3/75

[42] البقرہ:72

[43] تفسیر ابی السعود:1/113

[44] البقرہ:183

[45] تفسیر ابی السعود:1/198

[46] أیضاً:9/213

[47] الفرقان:63-64

[48] تفسیر ابی السعود:6/228

[49] البقرہ:22

[50] تفسیر ابی السعود:1/61

[51] الإيجاز: أداء المقصود بأقل من العبارة المتعارفة.(كتاب التعريفات للجرجاني:1/41)

[52] الإطناب: أداء المقصود بأكثر من العبارة المتعارفة.(كتاب التعريفات للجرجاني:1/29)

[53] البقرہ:24

[54] تفسیر ابی السعود:1/67

[55] الاعتراض أن يُؤتَى في أثناءِ الكلام أو بين كلامَيْن متَّصِلَيْن في معناهما بجملة أو أكثر لا محلّ لها من الإعراب لنكتة بلاغيّة سوى دفع الإيهام.(عروس الافراح فی شرح تلخیص المفتاح المؤلف:احمد بن علی بن عبد الکافی،ابو حامد، بھاء الدین السبکی(م: 773ھ)،1/615

[56] البقرہ:73

[57] تفسیر ابی السعود:1/114

[58] ھو تعقیب الجملة بجملة أخری مستقلة تشتمل علی معناھا للتاکید.(تحریر التحبیر فی صناعة الشعر والنثر وبیان اعجاز القرآن،عبدالعظیم بن الواحد بن ظافر ابن ابی الإصبع العدوانی،البغدادی ثم المصری(م: 654ھ)،لجنة احیاء التراث الإسلامی،1/387

[59] البقرہ:95

[60] تفسیر ابی سعود:ج1،ص132

[61] البقرہ:39

[62] نام قیس بن عبد اللہ بن عدس بن ربیعة بن جعدة ورکنیت ابو لیلی ہے، حارث بن عبد اللہ کے ساتھ اصبہان آئے اور وہی فوت ہوئے۔(طبقات المحدثین باصبھان والواردین علیھا،ابو محمد عبد اللہ بن الانصاری المعروف بابی الشیخ الاصبھانی (م: 369ھ)،الطبعۃ الثانیۃ:(1412ھ-1992م)،1/273)

[63] دیوان النابغۃ الذبیانی:1/57

[64] تفسیر ابی السعود:1/93

[65] البقرہ:109

[66] یہ شعر "عبد اللہ بن الزبیر الاسدی" کا ہے، آپ اموی شعراء میں سے تھے، کوفہ میں پیدا ہوئے بنوامویہ کے بارے میں سخت متعصب تھے۔ آخر عمر میں نابینا ہوئے اور عبد الملک کے زمانہ میں ری میں فوت ہوئے۔(البدیع فی البدیع، ابوالعباس، عبد اللہ بن محمد المعتز باللہ ابن المتوکل ابن المعتصم ابن الرشید العباسی (م: 296ھ)، دار الجیل، الطبعۃ الاولی: (1410ھ-1990م)، 1/128

[67] تفسیر ابی السعود:1/146

[68] البقرہ:284

[69] یہ شعر "عبید اللہ بن الحر الجعفی" کا ہے۔(اللامع العزیزی شرح دیوان المتنبی، ابوالعلاء احمد بن عبد اللہ المعری (363ھ-449ھ)، المحقق: محمد سعید المولوی، مرکز الملک فیصل للبحوث والدراسات الإسلامیہ، الطبعۃ الاولی: (1429ھ - 2008م)، 1/255

[70] تفسیر ابی السعود:1/273

[71] البقرہ:89

[72] جامع البیان فی تاویل القرآن (تفسیر الطبری):2/333/ تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم:1/172

[73] تفسیر ابی السعود:1/128

[74] البقرہ:170

[75] تفسیر ابی السعود:1/188

[76] البقرہ:159

[77] الکشف والبیان عن تفسیر القرآن للثعلبی:2/29

[78] تفسیر ابی السعود:1/182

[79] البقرہ:115

[80] سنن الترمذی:5/205/ جامع البیان فی تاویل القرآن (تفسیر الطبری):2/530

[81] جامع البیان فی تاویل القرآن (تفسیر الطبری):2/531/الھدایۃ الی بلوغ النہایۃ فی علم معانی القرآن وتفسیرہ، واحکامہ، وجمل من فنون علومہ، ابو محمد مکی بن ابی طالب حموش الاندلسی القرطبی (م: 437ھ)، کلیۃ الشریعۃ والدراسات الإسلامیہ - جامعۃ الشارقۃ، الطبعۃ الاولی: (1429ھ-2008م)، 1/410

[82] تفسیر ابی السعود:1/150

[83] المجادلہ:12

[84] تفسیر ابی السعود:8/221

[85] البقرہ:217

[86] الناسخ والمنسوخ فی القرآن العزیزوما فیہ من الفرائض والسنن،ابوعُبید القاسم بن سلاّم بن عبد اللہ الھروی البغدادی(م:224ھ)، مکتبۃ الرشد، الریاض، عام النشر:1418ھ، 1/207/ احکام القرآن للجصاص:1/401

[87] تفسیر ابی السعود:1/217

[88] النور:2

[89] مسند ابی داود الطیالسی:2/120/ مسند الإمام احمد بن حنبل:34/437

[90] صحیح البخاری:8/164/ مسند الإمام احمد بن حنبل:2/256/ تفسیر القرآن للسمعانی:3/498

[91] تفسیر یحییٰ بن سلام:1/424/ سنن ابن ماجہ:2/853/ موطا امام مالک:5/1203

[92] تفسیر ابی السعود:6/156

[93] المائدہ:6

[94] المستدرک علی الصحیحین:2/340

[95] تفسیر ابی السعود:3/10